رجسٹرڈ نمبر ا ے ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

[illegible]

۲/ | ۱/

جلد | کاکوری یکشنبہ یکم فروری ۱۹۴۲ء مطابق ۱۴ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ | نمبر ۱۹

ادبیات

بارگاہ ایزدی میں ایک یتیم کی التجا

(از عفت بانو عباسی بنت شیخ رئیس احمد مرحوم)

میری قسمت سا تم گر دیتی مرا | حال ابتر یوں نہ کر دیتی مرا
پوچھنے والا یہاں کوئی نہیں | میرے اوپر مہرباں کوئی نہیں
میری قسمت یاوری کرتی نہیں | حالت ابتر سنورتی ہی نہیں
کونسا ایسا گنہ سرزد ہوا | میرا طالع ہے جو اتنا بد ہوا
میرے مولیٰ کیوں ہو تو مجھ سے خفا | کونسی ایسی ہوئی مجھ سے خطا
اے میرے مولائے کریم و کارساز | اے مرے آقا مرے بندہ نواز
عمر غفلت میں گزاری کر معاف | دل گنہگاروں سے میرا اب کر دے صاف
میری اس بیچارگی پر رحم کر | میری اس کم مائیگی پر رحم کر
آسرا تیرا ہی مجھ کو ہے کریم | میں تیری بندی ہوں اور تو ہے رحیم
تو اگر چاہے تو ہو زیر و زبر | سارا عالم اے خدائے بحر و بر
خار کو چاہے اگر تو گل کرے | چاہے کے صحرا میں فغان بلبل کرے
سر مرا اب تن پہ میرے بار ہے | تو کرم کر دے تو بیڑا پار ہے
بے ارادہ تیرے اک پتہ ہلن | گر نہیں سکتا اگرچہ ہو خزاں
تیری رحمت کی نہیں کچھ انتہا | تو اگر چاہے غنی ہو بینوا
میں بھی اک بندی تری ناشاد ہوں | شومئ تقدیر سے برباد ہوں
سب غریبوں اور یتیموں کی خبر | کون لے سکتا نہ لیتا تو اگر
کمترین بندی ہوں میں تیری کریم | بدترین خلق ہوں تیری رحیم
احمد مرسل کا صدقہ رحم کر | بس رہے الطاف کی مجھ پر نظر
حشر میں رکھ لے خدا عزت مری
ہے یہی اک التجا عفت مری

نغمات محبت

میرے شاعر محبوب! تمہارے میٹھے نغمات محبت ۔! کچھ تو ساز دل کے تارے بن گئے ہیں۔ کچھ دنیائے حسن کا سنگھار بن گئے ہیں۔ کچھ پھول بنکر مسکرا اٹھے ہیں۔ اور کچھ تارے بنکر آسمان پر جھلملانے لگے ہیں۔ میرے شاعر محبوب! تمہارے میٹھے نغمات محبت ۔! شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ انھوں نے زندگی میں رس بھر دیا ہے اور کسی کے حسین لبوں پر جادو بنکر چھا گئے ہیں۔

میرے شاعر محبوب! تمہارے میٹھے نغمات محبت میں تمہارے دل کا راز ہے۔ ہر حسین دوشیزہ کی زبان پر یہی گیت ہے۔ باغ کے ہر گوشے میں یہ گونجتے سنائی دیتے ہیں۔

(ہندی سے اخذ) (ماخوذ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد	کاکوری، یکشنبہ یکم فروری ۱۹۳۲ء	نمبر ۱۹

ہندوستانی لڑکی

فیشن پرستی چھوڑ کر نسوانی زندگی کا نصب العین بتاؤ

حسب ذیل مقالہ اخبار "دین و دنیا" دہلی میں ایک خاتون کے قلم سے شائع ہوا ہے اسکی خوبی متانت کے لحاظ سے اپنے ناظرین و ناظرات کی دلچسپی اور استفادہ کیلئے اپنے اڈیٹوریل کالم میں جگہ دیتے ہیں۔ ہمکو امید ہے کہ مضمون بغور مطالعہ کر کے سبق حاصل کیا جائے گا۔ کیونکہ نسوانی مسائل بہت زیادہ حل طلب ہیں جن پر مستقبل میں ترقی کا انحصار ہے اور موجودہ رکوں کو روکنے کی سخت ضرورت ہے۔

(اڈیٹر)

کبھی کبھی جب ہندوستانی عورتوں کے حل طلب مسائل سامنے آتے ہیں تو ان پر غور کرنے کے دوران میں قدرتی طور پر یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان میں موجودہ دور میں عورت کا تصور کیا ہے اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ موجودہ ہندوستان کے ذہن میں عورت کی ملکی و قومی حیثیت کے بارے میں کیا خاکہ ہے۔

عورتوں کے کسی حل طلب مسئلہ پر غور کرتے وقت اس سوال کے ذہن میں پیدا ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ موجودہ ہندوستانی عورت کی قومی و ملکی حیثیت کے بارہ میں ہمارے سامنے کوئی معین و واضح تصور موجود ہو تو اُسکے مقابل رکھ کر ہر مسئلہ کو آسانی سے سلجھایا جاسکتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اسوقت بہت کچھ تلاش و جستجو کے باوجود ہمیں یہ نظر نہیں آتا کہ ہندوستان میں عورت کا کچھ قومی و ملکی وجود کہیں سمجھا یا تسلیم کیا جاتا ہے۔

جب ہم دوسرے ملکوں پر نظر ڈالتے ہیں تو متمدن ملک کی عورتوں کی اس ملک کی زندگی میں ایک واضح حیثیت دکھائی دیتی ہے مثلاً امریکہ کی عورت کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ:۔ "وہ (امریکن عورتیں) حیرت انگیز مخلوق ہیں۔ امریکہ مردوں کا ملک نہیں ہے بلکہ عورتوں کا بنایا ہوا ملک ہے اور اسمیں تعجب یا حیرت کی کوئی بات نہیں۔ امریکہ کی عورتیں اپنے دل و دماغ اور زبان پر پورا پورا قابو رکھتی ہیں۔ بچہ پالنے سے لیکر فنون لطیفہ تک میں ہر امریکن عورت ایک ماہر سے کم نہیں ہوتی۔ امریکن عورتیں جانتی ہیں کہ انھیں کن باتوں پر غور و فکر کرنا چاہئے اور کن باتوں پر کس انداز سے رائے ظاہر کرنا چاہئے۔

امریکن عورت کے بارہ میں مذکورہ الصدر الفاظ مشہور مصنف سی، ای، آر تھامپسن کی ایک اہم ترین کتاب سے لئے گئے ہیں جو اس نے امریکن عورتوں کی حیثیت کے بارہ میں لکھی ہے ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خانہ داری کے انتظام اور اسلوب زندگی کی اصلاح میں امریکن عورت کا بڑا ہاتھ ہے۔

اسیطرح جاپانی عورت کے متعلق تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ:۔ جاپان میں عورتوں کو عنفوان شباب ہی سے یہ تعلیم دیجاتی ہے کہ عورتوں کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ انھیں خانہ داری کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی تعلیم نہ دیجائے کیونکہ ایک عورت کو زندگی بھر اطاعت گذار مخلوق بنکر زندگی گذارنی چاہئے اور یہی اسکا فرض بھی ہے۔ عورت کیلئے نجات کا راستہ تین قسم کی اطاعتوں میں سے ہوکر گذرتا ہے کنوارپنے میں باپ ماں کی اطاعت، ازدواجی زندگی میں شوہر کی اطاعت اور بیوہ ہو جانے پر بیٹے کی اطاعت" یہ سطریں ایک جاپانی ماہنامہ سے لیگئی ہیں۔ اس مضمون میں آگے چلکر راقم مضمون نے یہ بھی لکھا ہے کہ "بیوی کو اپنے شوہر کو ایسا سمجھنا چاہئے گویا اس کے قبضہ میں بیوی کی جنت کی کنجی ہے۔ اسے اپنے شوہر کو ہمیشہ خوش رکھنے سے کبھی نہیں اکتانا چاہئے۔ اُسکے شوہر کا طرز عمل خواہ کچھ ہی ہو مگر عورت غصہ کو اپنے اوپر غالب آنے نہ دے اور غصہ کا اظہار کرنے کی تو جرأت ہی نہ کرنا چاہئے"۔ اس مضمون میں صرف اصولی طور پر نہیں

عملی طریقہ پر بھی جاپانی عورت کو مرد کی خادمہ ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ریتھم مضمون نے لکھا ہے کہ جاپان کو اس بات پر فخر ہے کہ جاپانی عورت اپنے شوہر کے کام پر سے گھر واپس آنے پر تین مرتبہ جھک جھک کر اسے سلام کرتی ہے پھر اُسکے کپڑے اُس سے لیکر انھیں مناسب جگہ پر رکھتی ہے اور جب وہ غسلخانہ میں داخل ہوتا ہے تو اسکے جانے سے پہلے ضرورت کی تمام چیزیں غسلخانہ میں رکھ آتی ہے۔ جب خاوند کھانا کھانے بیٹھتا ہے تو بیوی اُسے کھانا کھلاتی ہے اور جب سب کھا چکتے ہیں تو وہ اکیلی بیٹھ کر کھانا کھاتی ہے کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اگر شوہر کا دل اپنی بیوی کی صحبت میں نہ بہلے تو سیر و تفریح کیلئے جاسکتا ہے اور اسکی بیوی اسکی واپسی تک اُس کے انتظار میں بیدار رہے گی۔ یہ ہے جاپانی عورت کا درجہ۔

اسیطرح ہر ملک کی عورت کا اس ملک کی زندگی میں ایک معینہ درجہ ہے کیا ہندوستان کی زندگی میں بھی ہندوستانی عورت کی کوئی پوزیشن ہے؟ پہلے پہلے تو یہ سوال دور از کار سا معلوم ہوگا۔ کہا جائیگا کہ ہندوستان میں بھی عورت ایک مرد کی شریک زندگی بنتی ہے۔ اسکا گھر سنبھالتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہی ہندوستانی عورت کی پوزیشن ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو اتنا کہہ دینے سے میرے سوال کا جواب نہیں ملتا۔ سوال یہ ہے کہ آیا ہندوستان میں عورت کی کوئی ایسی معینہ اور واضح پوزیشن ہے جو عورتوں کے مسائل کے تصفیے کے لئے کسوٹی کا کام دے سکے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہم اس ضروری سوال کے جواب میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہندوستان میں عورت کی کوئی معین اور واضح حیثیت نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہے یہ بتانے کی یہاں گنجائش نہیں البتہ میں اس سے بحث کرونگی کہ ایسا نہ ہونے سے ہندوستان کی نئی نسلوں پر کتنا خراب اثر پڑ رہا ہے اور اس خرابی کا کس طرح سدباب کیا جاسکتا ہے جب تک عورتوں میں جدید تعلیم نہیں پھیلی تھی ہندوستان کے ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ سب فرقوں کی عورتوں کے ذہن میں زندگی کا وہ تصور تھا جو خالص ایشیائی تھا اور جسپر انکی ماؤں نے اور ماؤں کی ماؤں نے کامیابی کے ساتھ عمل کر کے دکھایا تھا۔ جیسے زندگی کا وہ تصور تباہ و برباد ہوا ہندوستان کی عورتوں کے سامنے نسوانی زندگی کا کوئی مفید نصب العین نہیں رہا اس کا اثر آج کل کی لڑکیوں پر یہ پڑ رہا ہے کہ وہ نئے سے نئے فیشن کی پیروی کرنا اور کھانا پہننا اور بننا سنورنا ہی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین سمجھتی ہیں۔ پرانی ہندوستانی عورتوں کو ہوش سنبھالتے ہی یہ سکھایا جاتا تھا کہ عورت کا فرض اچھی بیٹی، اچھی بیوی اور اچھی ماں بننا ہے۔ اس نصب العین کو سامنے رکھ لینے سے انکی زندگی خوبی اور عمدگی کے سانچے میں ڈھلتی چلی جاتی تھی لیکن آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور کی ہندوستانی لڑکیوں کی زندگی کے اونٹ کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ نہ انھیں قومی ضرورتوں کا احساس ہے، نہ ملک کی حالت کی خبر ہے۔ نہ انھیں اپنوں کا درد ہے اور نہ پرائوں سے ہمدردی۔ زندگی کی گہری اور ٹھوس حقیقتوں کو سمجھنا اور اُن سے کام لینا تو کجا وہ انکے پاس سے ہو کر بھی نہیں نکلتیں۔ ایسی حالت میں کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ جو نسلیں ان جیسی ماؤں کی گودوں میں پلینگی وہ ملک کیلئے باعث فخر و ناز ثابت ہونگی یا جن مردوں کو اپنی بدقسمتی سے ان جیسی بیویوں کے شوہر بننے کا اتفاق ہوگا انکی زندگیاں سکھ سے کٹ سکیں گی اور انھیں قوم و ملک کے ہونہار فرزند بن سکنے کے لائق سکون دماغ حاصل ہوگا۔ یہ نتیجہ ہے ہندوستان میں عورت کی واضح پوزیشن متعین نہ کرنے کا۔ اس خرابی کا سدباب کیونکر ہو؟ اسکولوں اور کالجوں سے ہم توقع نہیں کرسکتے کہ وہ ہماری لڑکیوں کے دماغ میں ہندوستانی عورت کی صحیح ترین زندگی کا تصور پیدا کرینگے۔ انگریزیت کے اثر سے اسوقت ہر تعلیمی ادارہ بیکار ہوچکا ہے۔ یہ کام ماؤں کو گھروں پر کرنا ہوگا۔ ہر عورت اپنے اوپر یہ فرض کرلے کہ وہ اپنی ہر لڑکی کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھا دیگی کہ ہر قسم کی نسوانی ترقی کی بنیاد عورت کے اچھی بیٹی، اچھی بیوی اور اچھی ماں بننے پر ہے۔ کوئی ایسی ترقی جو عورت کو اس نصب العین سے ہٹائے ترقی نہیں کہی جاسکتی۔ ہندوستان کو عورت کا یہ واضح درجہ مقرر کرنا پڑیگا کہ وہ نہ تو جاپانی عورت کیطرح اپنے شوہر نہ اہل و عیال کی خادمہ ہے اور نہ ایک امریکن عورت کیطرح مردوں کی حکمران بلکہ وہ مرد کی انیس زندگی اور شریک حیات و نیز اپنے اہل و عیال کی غمخوار اور انکی بہی خواہ ہے۔ کیا اس طرح ہم ہندوستان میں عورت کی پوزیشن کا ایک واضح اور معین تصور پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائینگے؟ یقیناً آج بھی یہ تصور بالکل ناپید نہیں ہے مگر مغربیت کا جو سیلاب اکثریت کو اپنی رو میں

بہائے لئے چلا جا رہا ہے اُسکی طرف سے یہ اندیشہ ہے کہ یہ سیلاب اُن طبقوں کے اثرات کو بھی مٹا دے گا جو ابھی تک صحیح تصور کو لئے ہوئے ہیں اس سیلاب کو گھر کے محاذ پر روکا جا سکتا ہے اور اسی وقت روکا جا سکتا ہے جبکہ لڑکی نے گھر کے باہر کے ماحول سے کچھ بھی واقفیت پیدا نہ کی ہو بلکہ اس کا ذہن گھر ہی کے ماحول سے متاثر ہو۔ اگر لڑکی کی ابتدائی زندگی میں اُسکے ذہن و دماغ پر یہ کندہ کر دیا جائیگا کہ عورت کی زندگی کا سب سے بڑا فرض اچھی بیٹی، اچھی بیوی اور اچھی ماں بننا ہے اور باقی تمام چیزیں اوپری حیثیت رکھتی ہیں تو پھر کوئی ماحول بھی اس نصب العین کو اسکے ذہن سے نہ مٹا سکے گا اور آج جو ہمیں ہندوستان میں عورت کا درجہ قائم کرنے میں دشواری نظر آتی ہے یہ دشواری خود بخود ختم ہو جائے گی کیونکہ پھر کسی اور کو درجہ مقرر کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی ہندوستانی عورت خود اپنا درجہ مقرر کرلے گی وہ بہترین بیٹی۔ بہترین بیوی اور بہترین ماں ہوگی یہی عورت کی وہ بلند ترین پوزیشن ہے جس سے زیادہ واضح اور مناسب کوئی اور پوزیشن ممکن نہیں ہے اور ہماری گزشتہ ہندوستانی نسوانی نسلیں اس پوزیشن کو نبھا کر دکھا چکی ہیں۔

نقوش

چوریوں کی زیادتی :- آجکل روزانہ کوئی نہ کوئی خبر قصبہ میں چوری کی سنی جا رہی ہے اور عوام میں بدحواسی و پریشانی پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پولیس بالکل خاموش ہے۔ چوکی کے حولدار کے متعلق سُنا گیا ہے کہ انکو واقعات کی اطلاعات درج کرنے میں بھی تامل ہوتا ہے تاکہ قصبہ کے حالات افسران بالا کو نہ معلوم ہوں اور اپنی تیس سالہ ملازمت کے ایام گذار کر پنشن پر چلے جائیں۔ جب جوے کے اڈے روز روشن میں قائم اور جاری رہیں گے تو چوریوں کا ہونا لازمی ہے۔ قصبہ اور اطراف قصبہ میں عرصہ دراز سے جواریوں کے اجتماعات ہوتے ہیں اور کئی ماہ سے چوریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے لیکن حولدار صاحب چوکی، کاکوری نے اس وقت تک کوئی انسدادی کارروائی نہیں کی۔ جہاں تک ہم کو علم ہے قصبہ کی چھوٹی۔ بڑی کسی چوری کا انکشاف نہیں ہوا۔ ہم نے کئی بار جوے اور چوریوں کے متعلق مو سٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو توجہ دلائی لیکن ہم کو تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اتنے بڑے قصبہ میں صرف تین کانسٹبل اور ایک حولدار ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی طرح اپنے ملازمت کے دن پورے کرنے کے لئے معلوم ہوتا ہے، فرائض منصبی کی ادائی میں سہل انگاری سے کام لے رہے ہیں ایسے کام نہیں چل سکتا اور جب حولدار خود پوری مستعدی سے کام نہ کرینگے تو ظاہر ہے کہ ماتحتین اُن سے بھی زیادہ لاپرواہ ہو جائینگے۔ جہاں تک سُنا گیا ہے موجودہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہت ہوشمند تجربہ کار اور مستعد حاکم ہیں پھر بھی ماتحتین سہل انگاری سے کام لے رہے ہیں قیاس یہ ہے کہ موصوف تک قصبہ کے صحیح حالات پہونچائے نہیں جاتے اور تحریریں بھی پیش نہیں کی جاتی ہیں۔

ہم صاحب مجسٹریٹ ضلع اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کو پھر توجہ دلاتے ہیں کہ وہ قصبہ کے لوگوں کی پریشانیوں کو رفع کرکے شکرگذار کریں ساتھ ہی اُن حضرات سے جو حکامان ضلع سے ملتے رہتے ہیں عرض ہے کہ وہ زبانی بیان کی پولیس کی لاپرواہیوں کو افسران کے گوش گذار کرتے رہیں

دوکان کھل گئی :- گذشتہ دسمبر میں مولوی سلطان یاور علوی کی دوکان واقع میدان قلعہ سے تمام اسٹاک کپڑوں کا چور اٹھا لے گئے تھے اور پانچ چھ سو کا نقصان ہوا تھا۔ پولیس نے حسب عادت بے توجہی برتی اور چوری کا سراغ نہ لگایا جا سکا۔ باوجود کافی نقصان اٹھانے کے مولوی سلطان یاور نے پھر قرض لیکر دوکان کھولنے کا انتظام کیا ہے اور گذشتہ ہفتہ میں میدان قلعہ میں دوبارہ دوکان کھولدی ہے۔ جہاں ہر قسم کا کپڑا ہاتھ کا بنا ہوا مناسب داموں پر مل سکتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ اہل قصبہ مولوی سلطان یاور کی نہ صرف ہمت افزائی کریں گے بلکہ اپنی ضروریات کی چیزیں از قسم کپڑا انکی دوکان سے زیادہ سے زیادہ خرید کر گذشتہ نقصان کی تلافی میں اُنکی امداد کرینگے۔

ادب لطیف

یاد

(از:- کے۔ یوسفی کاکوروی)

کوئل کوک رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا اسکے نغموں میں کیسا آتش

سوز اور جگر شاس درد کہاں سے آیا۔!

برسات کی ایک لطیف صبح تھی۔ جنون خیز ہوائیں چل رہی تھیں مشک و عنبر کے جھونکے چل رہے تھے کالی کالی گھٹائیں فلک پر محیط تھیں کوئل کوک رہی تھی۔ میں برآمدہ میں اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا میرے خیالات میں ایک ہیجان برپا تھا جذبات کا طوفان اٹھا۔ چمن کا ہر پھول جھوم رہا تھا۔ ہر غنچہ وجد میں تھا پپیہے کی آواز میں ایک غم آمیز دلکش اور اسکے نغموں میں ایک غم آفرین مستی پوشیدہ تھی۔

میرے جذبات کا دریا امنڈ آیا۔ کسی کی یاد نے تڑپا دیا۔ میں عہد ماضی کے کسی روشن منظر میں محو تھا۔ کوئل کوک رہی تھی۔ پپیہا بول رہا تھا انکو کیا معلوم تھا کہ ان کے نغموں سے کسی بدنصیب کے دل پر کیسی چوٹ لگ رہی ہے میرا دل پانی ہو کر آنکھوں سے بہنے لگا۔ دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے ایک درد اٹھا آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے دل سے ایک جگر خراش آہ نکلی اور فضا میں گم ہو گئی۔!

ہوا تیزی سے چلنے لگی۔ بارش ٹھہر گئی۔ بلبل بھی خاموش ہو گئی پپیہا بھی "پی کہاں" کہتا ہوا اڑ گیا۔ مگر میرے دل میں جو خیالات امنڈ آئے تھے وہ نہ رک سکے میں ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا اور عہد ماضی میں محو۔

دفعتاً بجلی چمکی بادل گرجا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی لیکن کوئی تھا جو برابر یاد آ رہا تھا۔

عابد ولت کی گمشدہ ناک

نامی کاکوروی

(مزاحیہ)

از اے۔ اے۔ آر کاکوروی

ایک دن عابد ولت محو خواب تھے۔ کہ آدھی رات کے وقت یکایک آنکھ کھل گئی۔ جب میں ناک صاف کرنے کے لئے منہ پر رومال لے گیا۔ تو میں یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ میرے منہ پر ناک نہیں ہے میں گھبرا کر فوراً اٹھ بیٹھا سارا گھر تلاش کر ڈالا۔ مگر کہیں بھی سراغ نہ ملا۔ عابد ولت حیران تھے کہ ناک کہاں چلی گئی۔ آخر بغیر میری اجازت جا بھی کہاں سکتی ہے۔ جب پتہ نہ لگا تو جلدی سے کپڑے پہنے اور چھڑی ہاتھ میں لے کر غصہ سے باہر نکل پڑا۔ اور تھانہ میں رپورٹ کرنے چلا مگر تھانہ میں جاکر تو میں حیران رہ گیا۔ وہاں کے سب سپاہی اپنی اپنی ناک تلاش کرنے میں مشغول تھے۔ میں نے سوچا کہ جب انھیں اپنی ناک نہیں ملتی تو میری ناک کہاں تلاش کرینگے۔ جب معراج رسول روڈ پر پہونچا تو میں نے ایک طرف شور سا سنا۔ اور بھاگ کر شور کی طرف چلا گیا۔ جس بلڈنگ میں سے یہ شور سنائی دے رہا تھا۔ اسکے بڑے دروازے پر ایک بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اسمیں لکھا تھا "کاکوری ناک لیگ کا پہلا اجلاس" میں جلدی سے دروازے کے اندر گھس گیا۔ اور ایک طرف چھپ کر تماشہ دیکھنے لگا۔

عابد ولت نے دیکھا کہ سیکڑوں ناکیں کرسیوں پر بیٹھی "ناک لیگ زندہ باد" کے نعرے لگا رہی ہیں ایک موٹی اور لمبی ناک پھولوں سے لدی ہوئی بیچ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ صدر ہے۔ ابھی میں یہ دیکھ رہا تھا کہ ایک ناک جس نے سکریٹری ناک لیگ کا بلا لگا رکھا تھا اٹھی اس نے صدر سے درخواست کی وہ اپنا خطبہ صدارت پڑھیں۔ عابد ولت کو بعد میں معلوم ہوا کہ صدر کا نام آفاق، آلو بھنگڑ وا تھا۔

مسٹر آفاق آلو بھنگڑ وا کے نعروں سے سارا ہال گونج اٹھا۔ نعروں کے دوران میں صاحب صدر نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر شروع کی جس کے دوران میں آپ نے کہا کہ ہمارے ساتھ بہت برا سلوک ہوتا ہے ہمیں سب سے بڑی شکایت تو یہ ہے کہ سارے جسم کو گرم کپڑے سر کو نصف منہ چھپا دینے والی ٹوپی اور ہاتھوں کو دستانے مل جاتے ہیں۔ مگر ہم انسان کو زندہ رکھنے والے سردی میں رکھے جاتے ہیں۔ ہمیں سردی ہی میں ٹھٹھرنے دیا جاتا ہے۔ کوئی ہمارا پرسان حال نہیں ہوتا ہے۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ زیادہ سردی میں رکھنے کی وجہ سے ہم کو زکام ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں رگڑ رگڑ کر لال کیا جاتا ہے تیسری شکایت یہ ہے کہ جب چہرے پر بال آ جاتے ہیں تو ریزر سے انکو صاف کیا جاتا ہے۔ حجام سر کے بال کاٹتا ہے لیکن میں کیا بتاؤں ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ ناک کے بال نہیں کاٹنے چاہئے۔ بتاؤ ہم نے ان کا کیا نقصان کیا ہے۔ کچھ لوگ تو ہم سے اور بھی برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ لمبی لمبی مونچھیں پال کر ہمیں دنیا کی کوئی چیز نہیں دیکھنے دیتے ہیں

بتاؤ موٹچھوں سے ان کو کیا فائدہ ہے۔ یہ صرف ہم کو تنگ کرنے کے لئے پائی جاتی ہیں۔ دیکھئے جب انسان بچہ ہی ہوتا ہے تو کبھی ہمیں ادھر اور کبھی ادھر موڑتا ہے۔ آپ سب کو تجربہ ہے کہ اس مڑوڑنے سے جتنی تکلیف ہوتی ہے۔ اتنی تو کسی گدھے کو کھارکی مار سے بھی نہیں ہوتی ہے (ہال تالیوں سے گونج اٹھا) میں نے آپ سے یہ سب کچھ کہا ہے آج کل ہم لوگ آزادی حاصل کرنے کی پوری کوشش میں لگے ہیں۔ آؤ ہم سب ناک لیگ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا ہو کر آزادی حاصل کریں۔ آخر میں میں ٹاؤن ایریا کاکوری سے درخواست کرونگا کہ وہ ہماری شکایات پر پوری توجہ دیں۔ ورنہ ہم لوگ سول نافرمانی کے لئے مجبور ہیں۔ اور وائسرائے سے درخواست کرونگا کہ وہ ہمارے وفد سے ملاقات کر کے ہماری تکالیف کا ازالہ کریں۔ میں ان الفاظ کیساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اب جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہو گی۔ ایک بار پھر آفاق آکو جھنگڑ زندہ باد کے نعروں سے سارا ہال گونج اٹھا۔ جب ماہدولت نے یہ گرم گرم باتیں سنیں تو جا کر پولیس کو بلا لایا جس نے آتے ہی لاٹھی چارج کر دی۔ میں ان سب کی نظریں بچا کر بھاگ نکلا۔ مجھے معلوم نہیں اس کے بعد کیا ہوا۔ البتہ ماہدولت کی ناک پہلے گم ہو چکی تھی۔ میں نے آتے ہی ایک تھپڑ بڑے زور سے لگایا۔ زور کے تھپڑ سے ماہدولت کی آنکھ کھل گئی۔ اور معلوم ہوا کہ تھپڑ ماہدولت ہی کے لگا ہے اور ناک سے خون بہہ رہا ہے۔

مسکراہٹ

میرے محبوب! تمہاری مسکراہٹ دیکھکر — !
غنچۂ دل شگفتہ ہو جاتا ہے۔
سنہری صبح طلوع ہوتی ہے۔ اور پرندے پریم کے گیت گانے لگتے ہیں۔
میرے محبوب! تمہاری مسکراہٹ دیکھ کر!
سرد ہوا کے ہلکے ہلکے مخمور جھونکے آنے لگتے ہیں۔ پھولوں پر بھنورے گونجنے لگتے ہیں۔ اور تمام کائنات مسرت میں ڈوب جاتی ہے۔
میرے محبوب! تمہاری مسکراہٹ دیکھ کر — !
قدرت سبز لباس اوڑھ لیتی ہے، سوتے ارماں جاگ اٹھتے ہیں، تمنائیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

(ہندی سے (اخذ) (ماخوذ)

وطن کی خبریں

عزیز و اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں ارسال کر کے مشکور کرتے رہیں۔ اڈیٹر

موسم: سردی بہت شدید پڑ رہی ہے۔ ۵ جنوری سے جو بارش شروع ہوئی تھی اس کا سلسلہ تقریباً ایک ہفتہ تک رہا اور ۱۲ جنوری کو کافی کڑک اور چمک کے ساتھ ژالہ باری بھی ہوئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ پتھر تھوڑی مقدار میں پڑے بفضلہ تعالیٰ فصل ربیع کو نقصان نہیں پہونچا البتہ سردی اور بڑھ گئی۔ گذشتہ بارش کے بعد تین چار دن مطلع صاف رہا اور دھوپ نکلی اب کئی دن سے پھر آسمان اکثر ابر آلود رہتا ہے اور ۱۰ محرم کو کچھ بارش بھی ہوتی رہی۔ ہوا میں کافی ٹھنڈک ہے کہ ہاتھ پیر ٹھٹھرے جاتے ہیں ابر و باد کی حالت میں آگ سے بھری انگیٹھیاں روشن رہتی ہیں اور دھوپ اگر نکلتی ہے تو کچھ سکون ہوتا ہے۔ بہرحال موسم آج کل سخت ہے۔

آب و ہوا: شدید سردی کی وجہ سے نزلہ و زکام کی شکایات پائی جاتی ہیں۔ خفیف سے بے احتیاطی سے نمونیا کا اندیشہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔

ولادت: (۱) ۱۰ جنوری [illegible] بروز شنبہ بوقت ۹ بجے شب مولوی معروف الدین علوی (مولوی محلہ) کے گھر میں بمقام لکھنؤ ڈفرن اسپتال، لڑکی تولد ہوئی زچہ و بچہ بخیریت ہیں اور اسپتال سے

مکان آگئی ہیں۔

(۳) منشی عبدالعلیم علوی باملی (احاطہ حکیم باسلم) کے یہاں ۱۷ جنوری ۳۲ء کو دوشنبہ بوقت ۵ بجے صبح دختر تولد ہوئی بمقام مشن اسپتال لکھنؤ زچہ و بچی کی طبیعت ناساز ہو جانے کی وجہ سے اسپتال میں زیادہ قیام کرنا پڑا۔ اب سنا ہے کہ زچہ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ خدا کرے جلد صحت ہو اور اسپتال سے بخیریت واپس آئیں۔

تقریبات:۔ شیخ افتداعلی عباسی (قاضی گڑھی) کی دختر سوم کا عقد نکاح ۵ جنوری ۳۲ء کو بمقام لکھنؤ منشی احسان اللہ کرمانی خلف اکبر خان بہادر منشی اکرام اللہ صاحب ساکن اناؤ سے ہوا۔ باراتیوں اور اپنے اعزہ و احباب کو افتداعلی صاحب نے پرتکلف دعوت طعام دی اور بعد نماز ظہر جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر سجادہ نشین تکیہ شریفہ کاظمیہ نے نکاح پڑھا۔ عصر کی نماز کے بعد عروس رخصت ہو کر اناؤ گئی جہاں اسی شب کو منشی اکرام اللہ صاحب کی جانب سے دعوت ولیمہ ہوئی ہم شیخ افتداعلی عباسی اور منشی اکرام اللہ کو فرائض سے سبکدوشی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

محرم:۔ یکشنبہ کو ہلال محرم کی رویت ہوئی اور دوشنبہ یکم محرم سے مراسم عزاداری شروع ہوئے۔ محرمی باجے تو بقرعید کے بعد ہی بجنا شروع ہو گئے تھے چاند رات کو خوب طبل و تاشے بجائے گئے۔ مقررہ تاریخوں میں تعزئے تخت اٹھے۔ باوجود شدید سردی کے حسب دستور تعزیہ و تخت بڑی رات گئے تک مخصوص راستوں سے گذرتے رہے۔ آٹھویں محرم کا تخت (پٹھان والا) بڑے جلوس اور کثیر مجمع کیساتھ اٹھنا بیان کیا جاتا ہے۔ ۱۰ تاریخ کو سہ پہر سے تخت مذکور اٹھایا گیا اور تمام رات مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا دوسرے دن ۹ بجے صبح کو اپنے مقام پر پہونچا تھا۔

۹ تاریخ کو دن میں ایک تعزیہ اٹھا تھا۔ عاشورہ کے دن موسم بہت خراب تھا ابر و باد کے علاوہ ترشح بھی ہوتا رہا۔ بخشی ابوالبرکات خان مغفور کی موضوعہ پھیر کھٹ نا گھٹ کی قاضی گڑھی کے چند تعزیہ ۱۲ بجے کے بعد اٹھے جنمیں حسب دستور مرثیہ خوانی ہوئی اور براہ برگد تلہ جہاں حسب دستور موضع درگا گنج کے تعزئے بھی شامل ہو کر احاطہ کرامت شریف کے راستہ سے کربلا لیجائے گئے۔ بارش موقوف ہونے پر چودہری محلہ کے تعزئے اور کٹرہ و پٹھان گڑہی کے تعزئے علیحدہ علیحدہ مختلف راستوں سے سہ پہر کو چودہری محلہ میں جمع ہوئے جہاں مغرب کے بعد تک اجتماع رہا اور براہ محلہ دلی نگر کربلا پہونچائے گئے۔ خرابی موسم کی وجہ سے مجمع کم تھا۔ کھانے پینے کی دوکانیں بدستور تھیں مختلف مقامات پر سبیلیں بھی تھیں جہاں شربت، چاء اور پانی کا انتظام تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ایام محرم قصبہ و مضافات میں بخیر و خوبی گذر گئے اور حسب دستور نہایت امن و سکون سے مراسم عزاداری ادا ہوئے۔

معاودت وطن:۔ (۱) حافظ نصیر احمد علوی (محلہ باملی) تعطیلات محرم میں ۵ برس کے بعد بیوہ حامد حسن مرحوم کو پہونچانے اورنگ آباد سے آئے تھے انکے ہمراہ اعجاز حسین مرحوم کی بیوہ اور انکی بڑی صاحبزادی بھی تھیں۔ (۲) منشی مبین علی علوی حیدرآباد سے برخصت آئے ہیں منشی عبدالعزیز علوی تعطیلات میں مہدی سے آئے تھے اور شیخ شوکت علی عباسی کانپور سے آئے تھے۔ صادق علی عباسی اورنگ آباد سے

مجلس:۔ اس سال قصبہ میں مجالس ہوئیں کم اطلاعیں آئیں غالباً موسم کی خرابی اور گرانی اجناس وغیرہ کا سبب ہے۔ ۱۰ محرم کو پیارے دولہن قوال (میراثی محلہ) کے یہاں مجلس ہوئی تھی مولوی نیاز حسن خان نے شہادتنامہ پڑھا بعدہ سوزخوانی ہوئی۔ فاتحہ خوانی کے بعد کچھ تقسیم کیا گیا۔

چوریاں:۔ گذشتہ ہفتہ میں حسب ذیل مقامات پر چوریوں کی وارداتیں ہونے کی اطلاعات ملی ہیں:۔

۲۱ و ۲۲ جنوری ۳۲ء کی درمیانی شب میں محلہ کوٹھی تلہ کے قریب کسی بجر بھونجے کے یہاں سے زیورات گئے۔ ۲۲ و ۲۳ جنوری کی درمیانی شب میں منشی عبدالغفار خان کی پن چکی کے گودام واقع کٹرہ سے کئی بورے گیہوں اور آٹے کے اٹھ گئے۔ ۲۶ و ۲۷ تاریخ کی شب کو صدری سڑک و شہتوت تلہ کے قریب چمار کے یہاں سے جوتے بنانیکا تمام سامان گیا۔ اسی رات کو کٹرہ میں کسی مالی اور حلوائی کے یہاں سے بھی کافی مال اٹھ گیا۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) اہلیہ سید ثابت علی عباسی بفضلہ تعالی بخیریت اسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد چار پانچ روز لکھنؤ میں قیام کر کے کاکوری آگئی ہیں طبیعت ماشاءاللہ چاق ہے البتہ ابھی کمزوری بہت ہے جو انشاءاللہ بتدریج رفع ہو جائیگی۔ (۲) اہلیہ قاضی راشد علیخان عباسی کو گذشتہ سردی سے

اثرات پورے طور پر زائل نہیں ہوئے تھے کہ بے احتیاطی کے باعث دوبارہ تنفس کا دورہ ہو گیا تھا۔ اب فی الجملہ شکایت میں بہت کمی ہے۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ حاجی صدیق حسن صاحب علوی گذشتہ ماہ میں سخت علیل ہو گئے تھے ڈاکٹروں نے ڈبل نمونیہ تجویز کیا تھا کئی ہفتہ سخت تکلیف رہی اب بفضلہ تعالےٰ اچھے ہیں اور نمونیہ کے اثرات زائل ہونا بیان کیا جاتا ہے البتہ کمزوری ہے جو رفتہ رفتہ دفع ہو جائیگی۔

(۴) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کے ہاتھ کو پہلے کے مقابلہ میں کافی جنبش ہوتی ہے۔ علاج برابر جاری ہے خدا کرے فالج کے اثرات جلد دفع ہوں۔

(۵) منشی عبدالرحمٰن علوی (داماد حضرت صاحب) کے پیر کی موچ سے تکلیف رہی کہ سابقہ رخصت کے بعد مزید رخصت لینا پڑی اب بالکل اچھے ہیں اور گوئندہ اپنی خدمت پر واپس گئے۔

علالتیں :- (۱) مولوی سید ظہور الدین صاحب کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ میں علیل ہیں۔ خرابی معدہ کی شکایت بیان کی جاتی ہے۔ لوکی کنٹی کا طریقہ علاج ہو رہا ہے۔ باری تعالیٰ موصوف کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) اہلیہ منشی زکی علی علوی (محلہ باڑلی) کو بہت ضعف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ حرارت بھی رہتی ہے اور کھانسی بھی آتی ہے۔ اس طرف اسہال کی شکایت ہو گئی تھی جسنے اور بھی نحیف کر دیا۔ لکھنؤ میں ڈاکٹری علاج ہے۔ خداوند کریم رحم فرمائے اور مریضہ کو جلد تندرست کرے۔

(۳) والدہ مولوی ضمیر الدین (قاضی گڑھی) کی شکایت ورم جگر میں اس طرف اور زیادتی ہو گئی تھی ڈاکٹری علاج مفید نہیں ہوا اب یونانی علاج شروع کیا گیا جس سے کچھ فرق معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ مریضہ کو صحت کلی عطا فرمائے۔

(۴) شیخ فراست علی (برگد تلے) دو ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہیں نقاہت بہت بڑھ گئی ہے بخار برابر آرہا ہے علاج ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ صحت دے۔

متفرقات :- (۱) حضرت حافظ شاہ علی انور قلندرؒ کا فاتحہ سالانہ ۱۲ محرم (۸ فروری) بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب تکیہ شریف پر ہوگا۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ شیخ صفدر علی عباسی خلف شیخ اظہر علی عباسی صاحب آزاد نے نیوی کے محکمہ سے استعفا دیدیا ہے اور ایک تجارتی جہاز میں افسر دوم مقرر ہو کر بصرہ گئے ہیں۔ خدا کرے اس نئی خدمت میں وہ کامیاب رہیں اور نمایاں ترقیاں حاصل کریں۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ ۲۴ جنوری کو ہفتہ کی بازار میں مسمی نتھا بھرجی ساکن صمد پور تھانہ حسن گنج ضلع اناؤ کا کثرا بازار میں گرانی فروشی کی شکایت پر چالان ہوا ہے۔ حافظ عبدالرؤف دھنکو حاکم پرگنہ صاحب نے اس قسم کی گرانفروشی وغیرہ کی پبلک کی شکایت پر دیکھ بھال کے لئے ہدایت کی تھی (پولیس لکھنو) نتھا مذکور کی گران فروشی کی جانب توجہ دلائی تھی۔ سنا گیا ہے کہ بازار کے دن پولیس بازار میں گشت کر کے گران فروشی وغیرہ کی دیکھ بھال نہیں کرتی ہے۔

(۴) گذشتہ اشاعت میں جس مردم آزار بھیڑیئے کا ذکر کیا گیا تھا وہ لکڑ بگا بیان کیا جاتا ہے جو کسی جنگل سے ادہر آگیا ہے۔ یہ جانور بچوں اور عورتوں پر حملہ کر کے مجروح کرتا ہے جسکی اطلاعات برابر مواضعات سے آرہی ہیں کاکوری میں بھی اکثر لوگوں نے اسکو دیکھا ہے اور بیان ہے اکثر شکاری بندوقیں لیکر اس کی تلاش میں گئے لیکن ابھی تک مارا نہیں جا سکا ہے مواضعات اور خاص قصبہ میں اس موذی جانور کیوجہ سے دہشت پھیلی ہوئی ہے۔

حادثات :- (۱) حضرت آزاد کاکوروی کے پوتے طارق اکبر نے بمقام بیجی (جہاں بچہ کو رامپور سے بغرض علاج لے جایا گیا تھا) ۲۱ دسمبر ۴۱ء کو والدین اور دادا۔ دادی و دیگر اعزہ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحوم بچہ کے والدین و دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ ۲۳ جنوری ۴۲ء کو ہمشیرہ منشی ابرار حسن صاحب نے بمقام لکھنؤ رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ ہم منشی ابرار حسن صاحب و منشی محبوب احمد سے رسم تعزیت ادا کرتے ہیں۔ مدیر

یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین ... سید محمد شبیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار، مولوی محلہ دلال (اہلی) کاکوری سے شائع کیا۔